OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchiournal.com

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا دیگر آسمانی مذاہب سے تقابلی جائزہ

A comparative analysis of the social teaching of Islam with other heavenly relgion

☆ **Khadija Bibi**
M.Phil Scholar, Institute of Humanities & Arts, Khawaja Fareed Univeresty of Engineering and Information Techonology, Rahim Yar Khan, Pakistan.

☆☆☆**Mazhar Hussain Bhadroo**
Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK

Citation:
Bibi Khadija and Mazhar Hussain Bhadroo " A comparative analysis of the social teaching of Islam with other heavenly relgion."Al-Idrāk Research Journal, 3, no.2, Jul-Dec (2023): 261–278.

ABSTRACT

Islamic social teachings, like those of other religions, emphasize the importance of treating others with kindness, generosity, and respect. These teachings often include principles such as helping the needy, promoting economic fairness, and striving for peaceful coexistence. In Islam, concepts like "Zakat" (charitable giving) and "Sadaqah" (voluntary charity) encourage Muslims to support those in need and contribute to the well-being of society. The Quran and Hadith also stress the value of honesty, integrity, and compassion in interactions with others. Similarly, other religions have their own teachings that align with these values. For instance, Christianity emphasizes the importance of loving one's neighbor, caring for the marginalized, and seeking justice for all. Buddhism promotes concepts of empathy, non-violence, and detachment from material desires, which can contribute to social harmony. While each religion has its unique teachings, the common thread is the call to create a just, compassionate, and harmonious society, where individuals strive to uplift each other and contribute positively to the world around them. Islam, like other religions, has its unique teachings that differentiate it from other faiths. Some key differences include its beliefs about monotheism (the belief in one God), the role of Muhammad as the final prophet, the importance of the Quran as the holy book, the practice of praying five times a day, fasting during the month of Ramadan, and the concept of zakat (charitable giving). While there are similarities in ethical teachings among various religions, these distinct aspects set Islam apart from others like Christianity and Judaism. Remember, though, that religions are complex and diverse, and there can be variations in beliefs and practices within each one. Islamic social teachings share common themes with other religions in terms of promoting compassion, justice, and ethical behavior. Concepts like caring for the less fortunate, respecting human dignity, and fostering harmony among people are shared across various faiths, including Islam. While there are differences in practices and beliefs, the overarching goal of creating a just and equitable society is a common thread that runs through many religious teachings.

Keyword: Islamic social teachings, Interfaith ethical commonalities, Compassion and justice principles, Shared values among religions, Creating just, equitable society

تعارف

اسلام ایک مکمل دین ہے جس نے اپنی تعلیمات کو فراہم کرتے ہوئے ایک ایماندار اور انسانی معاشرت کے لئے مظبوط چارچہ فراہم کیاہے۔ اسلامی معاشرتی تعلیمات کی روشنی میں دیگر آسمانی مذاہب کے تعلیمات کا تقابلی جائزہ

لینا اہم ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عظیم اصولوں کا مطالعہ کرنے کا آغاز ایمان پر ہوتا ہے، جو کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر مبنی ہے۔ اسلامی معاشرت میں دادگیری، رحم دلی، ایک دوسرے کی حرمت والا سلوک، اور غیرت ایک مضبوط جماعتی جمود اور معاشرتی امن کی راہوں کا حصہ ہیں۔ دیگر آسمانی مذاہب بھی ایسے ہی اصولوں کو اپناتے ہیں جن کا مقصد ایک اچھے اور امن بھرے معاشرتی نظام کی بناوٹ ہے۔ عدل، مساوات، اور انسانوں کے حقوق کی پیشگوئی ان تعلیمات کا حصہ ہے۔ اسلام اور دوسرے دینوں کی تعلیمات میں مشترکہ یہ باتیں ہیں کہ انسانیت کو عظمت دینا، دوسرے کے حقوق اور حرمت کی پیشگوئی کرنا، اور مختلف اقوام و السلاسل کے لئے حسن مخلصی سے عمل کرنا چاہیئے۔ آسمانی مذاہب کے مابین تعلیماتی تشابہات اور مشترکہ اصولوں کو پہچانتے ہوئے، معاشرتی اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی ایک متفقہ چارچہ بنایا جاسکتا ہے جو انسانی معاشرت کو مظبوط اور موثر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

معاشرہ کی تفہیم

معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ باب مفاعلہ کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں دو افراد یا گرہوں کی شرکت ہوتی ہے اور پھر اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس فعل کے انجام دینے میں دونوں افراد یا گروہ برابر کے شریک ہیں۔ باوجود اس کے کہ معاشرہ عربی کا لفظ ہے اور اردو زبان میں یہ لفظ سماج کے مترادف کے طور پر مستعمل ہے لیکن عربی لغت میں معاشرے کو "الجامع" کہتے ہیں۔[1] معاشرہ کا معنٰی ہے باہم مل جل کر رہنا۔ لغت کی شہرہ آفاق کتاب "المعجم الوسیط" میں معاشرہ کا یہ معنٰی ذکر کیا گیا ہے:

"عاشرهخالطه وَصَاحبه۔"[2] "مل جل کر اور ساتھ رہنا۔"

ابن سیدہ معاشرہ کا لغوی معنی یہ کرتے ہیں کہ:

"المعاشرة صحِبَه صُحبة"[3] "معاشرہ کا معنٰی ہے باہم مل جل اور ساتھ رہنا۔"

---

[1]۔ ابن فارس، احمد، **مقاییس اللغۃ**، (اردن: دار الفکر، 1979م)، 1 :479۔
Ibn-e-Fāris, Ahmad, *Maqāyīsullugha*, (Urdan: Dār-ul Fikar, 1979 AD), 1:479

[2]۔ ابراہیم مصطفیٰ، **المعجم الوسیط**، (القاہرہ: دار الدعوۃ، س ن)602:2۔
Ibrāhīm Mustafā, *Al-Mu'jam Al-Wasīṭ*, (Cairo: Dār al-Da'wah, n.d.), 602:2

[3]۔ ابن سیدہ، علي بن إسماعيل النحوي، **المخصص**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1417ھ)429:3۔
Ibn Sīdah, ʻAlī ibn Ismāʻīl al-Nahwī, *Al-Mukhtaṣṣ*, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʻArabī, 1417 AH), 429:3

لغوی طور پر تو معاشرہ باہمی اختلاط وارتباط اور مل جل کر زندگی گزارنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ لغوی اور اصطلاحی تعریفات میں بہت مناسبت ہوتی ہے اور اصطلاحی تعریف میں لغوی معنیٰ بھی ملحوظ ہوتا ہے لہذا معاشرے کی اصطلاحی تعریف میں بھی لغوی معنی ملحوظ و معتبر ہے۔ معاشرہ کی کئی اصطلاحی تعریفیں کی گئی ہیں، اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے تمام تقریباً ملتی جلتی ہیں۔ مثلاً ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ:

"اصطلاح میں معاشرے سے مرادلوگوں کا وہ گروہ ہے جو کسی مشترکہ نصب العین کی خاطر وجود میں آیاہو۔"[1]

یہاں پہلی تعریف میں "مشترکہ نصب العین" کے الفاظ معاشرہ کے لغوی معنیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ معاشرے میں کئی افراد و گروہوں کا باہمی کسی چیز میں ہونا ضروری ہے۔

F.H.Giodigs کے مطابق

"معاشرہ ان ہم خیال افراد کی اجتماعیت اور مجموعے کا نام ہے جو باہمی مشرکہ مفادات کی خاطر باہم تعاون کرتے ہوں۔"[2]

معاشرہ کی ان تعریفات کی روشنی میں معاشرہ کی ایک جامع تعریف یا مفہوم یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

معاشرہ افراد و جماعات کا ایسا مجموعہ جن میں سماجی تعلقات کا رشتہ قائم ہو، جو مشترکہ طور پر زندگی بسر کرتے ہوں، ضروریات زندگی میں ایک دوسرے کے محتاج ہوں، اور خود کو ایک اکائی سمجھتے ہوں، اور ان کے انفرادی اعمال دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہوں۔

ان تمام تعریفات میں جو قدر مشترک ہے وہ یہ ہے معاشرہ میں باہمی ربط اور بہت سے امور میں باہمی اشتراک کا ہونا ضروری ہے۔ گویا معاشرہ رنگ و نسل، مذہب وملت اور نظریہ اور سوچ کے لحاظ سے مختلف لوگوں کو مفادات و ضروریات کی بنا پر یکجا کرتا ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیادی اکائیاں

اسلامی معاشرے کی بنیاد ان قرآنی تعلیمات اور اصول و ضوابط پر استوار ہے جو اللہ رب العزت نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے نبی آخر الزمان ﷺ پر اتاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے اور وہ انسانی طبیعتوں اور

---

[1]۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، (لاہور: غلام علی پرنٹرز، اشرفیہ پارک، 1988ء) 2:582۔

Urdu Jame Incyclopedia, (Lahore, Ghulam Ali Printers, Asharfia Park,1998m)2/582

[2]۔ غلام رسول، چوہدھری، **اسلام کا معاشرتی نظام**، (لاہور: علمی کتب خانہ، س ن) ص 1-2۔

Ghulam Rasool, Chaudhry, *Islām kā Mu'āshiratī Nizām*, (Lahore: Ilmī Kitab Khana, n.d.), p. 2-1.

تقاضوں سے پوری طرح واقف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات جامع بھی ہیں اور مستحکم بھی۔ چنانچہ یہ تعلیمات قیامت تک آنے والوں کے لئے مشعل راہ اور منارہ نور ہیں۔ تشکیل معاشرہ کی اسلامی بنیادیں جن پر ایک رفاعی اور مثالی معاشرہ قائم ہوتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

حسن معاشرت کے لیے اہم ترین کام:

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پوری زندگی ہی اللہ کے فضل و کرم سے حسن معاشرت کی تعلیم ہے۔ لیکن آپ نے جو اصل معاشرے کی تشکیل دی وہ مدینہ منورہ میں آکر دی، جب اسلامی ریاست کی بنیاد رکھیتب معاشرہ تشکیل دیا۔ جو نمونہ کا معاشرہ ہے۔ اس میں سب سے اہم چار کام نبی ﷺ نے کیے۔ جو کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہیں۔ جو معاشرہ ان بنیادوں پر قائم ہوتا ہے وہ معاشرہ کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ سے جو آپ نے مدینہ میں آکر جس کا عکس دیا تھا۔ جو بھی اس سبق کو لے کر چلتا ہے وہ کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ ورنہ کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

عقائد اسلام:

عقائد اسلام میں اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان اور اچھی بری تقدیر پر ایمان شامل ہے۔ معاشرتی استحکام میں یہ عقائد بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

عقیدہ توحید

اسلام کا سب سے پہلا بنیادی عقیدہ، عقیدہ توحید ہے یعنی اللہ پر ایمان اور یہی عقیدہ ایمانیات کے دیگر شعبوں کے لیے بنیاد ہے اور اسی پر اسلام کی تعلیمات کا مکمل انحصار ہے۔

ایمان بالرسالت

عقیدہ توحید کے بعد عقیدہ رسالت کا نمبر آتا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے رسولوں اور انبیاء پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

ایمان بالآخرۃ

یوم آخرت پر ایمان لانا عقائد اسلامیہ میں تیسرا عقیدہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کو صالح اور پر امن بنانے کے لئے عقیدۂ آخرت بھی نہایت اہم کردار ادر کرتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

حدود و تعزیرات

اسلامی حدود اور اسلام سزائیں بھی اسلام معاشرے کا ایک اہم جزء ہے۔ کیونکہ سفلی جذبات اور خواہشات نفسانی انسان کی فطرت میں شامل ہیں۔ لہذا وہ مختلف جذبات و شہوات سے مغلوب ہو کر انسان بہت سے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔

تعمیر مسجد

نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر کی، آپ ﷺ کا یہ عمل دراصل یہ عملی اعلان اور ترغیب تھی کہ ایک کسی بھی معاشرے کو اعلی اقدار اور مثالی اوصاف پر استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا آغاز مسجد کی تعمیر سے کیا جائے۔

نظام مؤاخات

اخوت و بھائی چارہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی اہم بنیاد ہے۔ ویسے تو دنیا میں بہت سے رشتہ ہیں ایک خاندان میں بھی بہت سے رشتے ہوتے ہیں۔ مگر اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ ایک رشتہ ہے جو بے حد وسیع اور سب رشتوں سے بڑا رشتہ ہے۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جو باہمی تعاون، ہم دردی، بھلائی، اخوت و محبت اور ایثار جیسے تمام اوصاف حمیدہ کی اساس ہے۔

نظام تعلیم

تیسرا کام حضرت محمد ﷺ نے جو کیا وہ تعلیم کا نظام تھا۔ آپ ﷺ کا قائم کردہ تعلیمی نظام بالکل مفت تھا۔ صفہ کے نام سے آپ ﷺ نے جو تعلیمی ادارہ قائم کیا تھا اس میں مفت تعلیم، مفت رہائش، مفت کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔

اسلام کی معاشرتی تعلیمات:

عقیدہ

کسی بھی مذہب و ملت کی تعلیمات در اصل ایک اوراہم مقصد کے لئے حصول کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ اگر ہم اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اسلام درصل ایک ایسا صالح معاشرہ تشکیل دیناچاہتا ہے کہ جس ہر فرد ایک پر سکون اور اور خوشگوار زندگی بسر سکے، اور کوئی فرد کسی کے کسی قسم کے حقوق میں رغنہ اندازی نہ کر سکے۔

اس کے لئے اسلام نے بہت سی تعلیمات اور ہدایات دی ہیں، جن میں سب سے اہم اور بنیادی چیز انسان کاعقیدہ ہے۔ کیونکہ انسان کے تمام تر افعال و اعمال اوررویے اس کے عقیدے کے ہی عکاس ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے اعمال و کردار کے لئے معیار اس کا عقیدہ ہے عقیدے کی درستگی کے بغیر کوئی نیک عمل بھی معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے ایمان کو ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔"[1]

"جس مرد و عورت نے اچھا عمل کیا اور وہ مومن بھی ہے تو ہم ضرور بالضرور اسے پاکیزہ زندگی سے نوازیں گے۔ اور بدلے میں دیں گے ہم ان کا اجر ان کے عملوں کے عوض میں۔"

مساوات

معاشرے اور سماج کے دینِ اسلام نے جو دستور وضع کیا اور جو خطوط متعین کیے ہیں وہ بہت وسیع اور ہمہ گیر اساس پر استوار کیے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں مساوات ایک لازمی جزء ہے، معاشرتی اتحاد و یگانت اور معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کے لئے مساوات ناگزیر اس کے معاشرہ بھی مضبوط اور عادلانہ بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اپنے حیات طیبہ میں اپنی حکمرانی میں مساوات کو اولین ترجیح دی تھی۔ چنانچہ جب کسی بڑے گھرانے کی عورت کی چوری کی سزا کو معاف کرنے کے حوالے سے آپ ﷺ سے سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ، وَيَتْرُكُونَ الشَّرِيفَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔"[2]

"تم سے پہلے لوگ صرف اس لیے ہلاک ہوگئے کہ وہ کمزور پر تو حد قائم کرتے تھے اور شریف (حیثیت والے) کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر (میری لخت جگر) فاطمہ بھی یہ کام کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔"

امن و سلامتی

نبی آخر الزمان ﷺ کے لائی ہوئی تعلیمات کا نام ہی اسلام ہے جس کا معنیٰ ہی امن و سلامتی ہے۔ اور یہ نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔"

"بلاشبہ اسلام ہی اللہ کے نزدیک دین ہے۔"[1]

---

[1]۔ النحل، 16:97۔

Al-Nahal, 16:97

[2]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (مصر: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، الرقم: 6787۔

Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'il, *Al-Jami 'al-Sahih* (Miṣar: Dār Tawq al-Najāt, 1422 AH), Ḥadīth #: 6787.

کلمہ اسلام پڑھنے والوں کو عموماً دو الفاظ سے جانا اور پہچانا اور جانا جاتا ہے مومن اور مسلم۔ ان دونوں ناموں میں امن و سلامتی کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔[1]

قتل کی ممانعت

قرآن حکیم میں ایک فرد کو قتل کرنا ساری انسانیت کو قتل کرنے کے برابر فرمایا ہے، اسی طرح کسی ایک انسان کی حیات کا سبب بننا پوری انسانیت کی حیات کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ خلاق عالم کا فرمان ہے:

" مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔"[2]

"جس نے کسی ایک جان کو قتل بدوں جان کے بدلے کے یا بدوں زمین میں فساد پھیلانے کو تو یوں ہے جیسے ان کے سب انسانوں کو مار دیا ہو۔ اور جو کوئی کسی ایک انسان کی زندگی کا سبب بنا تو یوں ہے جیسے اس پوری انسانیت کو زندگی دی۔"

زنا کی ممانعت

زنا ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کی نحوست و شناعت سے نہ صرف ایک گھر، ایک قبیلہ، ایک خاندان بلکہ پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اس سے جہاں معاشرے کے تقدس کا جنازہ نکل جاتا ہے وہیں پر معاشرہ برائیوں سے آلودہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی پہچان اور عزت و وقار کھو دیتا ہے۔

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا۔"[3]

"اور نہ قریب بھٹکو زنا کے، کیونکہ وہ بے حیائی اور بہت سے برا رستہ ہے"

اللہ تعالیٰ نے زنا کو بے حیائی قرار دیا ہے، اور بے حیائی ہمیشہ ایک فرد تک محدود نہیں رہتی بلکہ پورے معاشرے کو اپنے برے اثرات کی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

---

[1] ۔ آل عمران، 3: 19۔
Āl-ʿImrān,3:19.

[2] ۔ المائدہ:5:32
Al-Ma'idaḥ,5:32

[3] ۔ الاسراء، 17:32
Al-Isrā, 17:32

یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا تقابل:

یہودی تعلیمات

یہودیوں کی مقدس کتاب "تورات" ہے جسے بعد میں انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق بدل ڈالا۔ یوم سبت یعنی ہفتہ کا دن یہودیوں کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت موسی کے احکام عشرہ Tencommandments کو وہ سینا پر عطا ہوئے۔ یہیہودی مذہب کی بنیادہیں یا احکام عشرہ درج ہیں۔

1. خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا۔
2. کسی جاندار کی صورت نہ بنانا اور نہ اسے سجدہ کرنا۔
3. خدا کے نام کی تعظیمکرنا، فائدہ اس کا نام نہ لینا۔
4. سبت کے دن کی تعظیم کرنا، چھ دن کام اور ساتویں دن کوئی کام نہ کرنا۔
5. خون نہ بہانا۔
6. ماں باپ کی عزت کرنا۔
7. زنانہ کرنا۔
8. چوری نہ کرنا۔
9. اپنے پڑوی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔
10. اپنے پڑوسی کے مکان، بیوی، خادم، مویشی اور کسی چیز طرف لالچ کی نگاہ نہ ڈالنا۔
11. یہودیت کے یہ دس احکام سادہ تھے، ان کے مقصود اور غرض ایک معاشرہ کی تشکیل تھی جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر استوار ہو اور اس میں بلا تفریق انسان کی انسانیت کے ناطے عزت و تکریم ہو اور بالخصوص ہمسائے کے حقوق کا بطور خاص تحفظ ہو۔

یہودیت کی معاشرتی تعلیمات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ دینِ موسوی میں معاشرے کی فلاح و صلاح کے لئے متعدد احکام موجود تھے، آسمانی تعلیمات ہونے کے ناطے ان پر عمل معاشرتی سکون و امن کے ناگزیر تھا، یہی وجہ ہے کہ یہودی معاشرے میں جو برائیاں ہیں وہ دراصل ان خدائی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

والدین کی عزت و تکریم

یہودی مذہب میں اولا دووالدین کے باہمی تعلقات پر مثبت زور دیا گیا ہے۔ والدین اور اولاد کے تعلق بہت اہمیت دی گئی ہے چنانچہ اولاد پر والدین کی فرماں برداری اور حکم برابری لازم کی گئی ہے۔ چنانچہ خروج میں لکھا ہے:

"تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔"[1]

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی بہت سے نیکیوں کو عمر میں برکت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"لا يرد القضاء إلا الدعاء، ولا يزيد في العمر إلا البر"[2]

"قضاء کو سوائے تقدیر کے کوئی چیز نہیں ٹال سکتی اور کوئی چیز عمر میں اضافہ کر سکتی مگر نیکی۔"

گویا اچھے اعمال کی وجہ سے عمر میں اضافہ اور برکت پیدا ہونا یہودیت اور اسلام کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہے۔

اسلام کی تعلیمات:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں والدین کی جس قدر عزت و تکریم بلکہ ان کے بہت سے واجبی اور لازمی حقوق بیان کیے گئے ہیں اور ان کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا گیا ہے اس کی نظیر کسی اور مذہب و ملت میں ملنا ناممکن ہے۔

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا"۔[3]

"اور تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی بندگی نہ بجالاؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی ڈانٹو اور ان سے بہت نرمی سے بات کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم دیئے ہیں اول یہ کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ دوسرا یہ کہ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ حتیٰ کہ بڑھاپے میں ان کو "اف" کہنا بھی روا نہیں ہے۔

عدل و انصاف

عدل و انصاف معاشرے کی اولین ضروریات میں سے ہے۔ لہٰذا معاشرے کے ہر طبقے کو عدل و انصاف فراہم کرنے کی بھی ضرورت ہے اور عدل و انصاف کے حصول کی بھی ضرورت ہے۔ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر انصاف کا کی فراہمی اور عدل و انصاف پر مبنی نظام کا قیام صالح اور پر امن معاشرے کی تشکیل کے لئے ضروری

---

[1] ۔ عہد نامہ قدیم و جدید (لاہور: بائبل سوسائٹی، س۔ن)، **خروج**، 12:20۔
'Ahad nāmah qadīm wa jadīd (Lāhore: bā'ibal sosā'iṯī, n.d), *Khūrūj*,12:20.

[2] ۔ الترمذی، محمد بن عیسی، **السنن**، (مصر: مصطفی الحلبی، 1395ھ) رقم الحدیث: 2139۔
Al-Tirmadhī, Muhammad ibn 'Isā, *Al-Sunan*, (Miṣar: Muṣṭafā al-Halabi, 1395 AH), Ḥadīth #:2139.

[3] ۔ الاسراء، 23:17

Al-Isrā, 17:23

ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر معاشرے میں عدل و انصاف کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح یہودیت کی تعلیمات میں عدل و انصاف کی اہمیت کو مختلف پیرائے میں اجاگر کیا گیا ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ:

"تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمے میں انصاف کا خون نہ کرنا جھوٹے معاملے سے دور رہنا اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا۔ کیونکہ میں شریر کو راست نہیں ٹھہراؤں گا۔"۔[1]

اس حکم میں نہایت جامعیت کے ساتھ انصاف کرنے اور ظلم سے باز رہنے کی تاکید ہے، نیز جھوٹے معاملات سے کنارہ کشی کے ساتھ ساتھ بے گناہ اور سچے لوگوں کے قتل کی ممانعت ہے۔ بلکہ ان گناہوں کے مرتکبین کو شریر قرار دے کر انہیں اپنی ناراضی کا مستحق ٹھہرایا ہے۔

مسیحی تعلیمات

یہودیت میں بھی عیسائیت کی طرف عدل و انصاف قائم کرنے کی تاکید ہے اور ظلم و ستم سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ لوقا میں درج ہے:

"ظلم ناپسندیدہ اخلاق میں سے ایک ہے اس سے بچنے سے موجودہ عیسائیت میں بھی منع کیا گیا ہے جیسے کے لوقا میں ہے: "نہ کسی پر ظلم کرو۔"[2]

دین اسلام میں عدل و انصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کوئی انسان اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں عدل کو قائم نہ کرے۔ یہی وجہ ہے اسلام میں عدل و انصاف کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اور قرآن و حدیث میں جابجا انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ۔"[3]

"بے شک اللہ حکم دیتا ہے انصاف کا۔"

---

[1] ۔ عہد نامہ قدیم، **خروج**، 6:23۔

'Ahad Nāmah Qadīm, *Khūrūj*, 6:23.

[2] ۔ عہد نامہ جدید، **لوقا**، 14:3

'Ahad Nāmah Jadīd, Luqa, 14:3.

[3] ۔ النحل، 90:61

Al-Naḥl,61: 90.

پڑوسی سے حسن سلوک

ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف افراد و طبقات کا سامنا کرتا ہے۔ جن افراد سے انسان کا سب سے زیادہ سابقہ پڑتا ہے ان میں سر فہرست اس کے پڑوسیوں کے کا نمبر آتا ہے۔ اس لیے پڑوسی کے رویے کے ساتھ انسان کی زندگی کا سکون اور بے سکون جڑے ہوتے ہیں۔ ایک برا پڑوسی انسان کی زندگی اجیرن کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر مذہب میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ کیونکہ جب انسان دوسرے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا تو وہ خود بھی سکون اور امن کی فضا میں زندگی کر سکے گا، کیونکہ آخر وہ بھی تو کسی نہ کسی کا پڑوسی ہو گا، لہذا یہ دو طرفہ معاملہ ہے کہ خود اگر سکون اور امن کی زندگی گزارنے کی خواہش کو تو انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرے۔ توریت میں پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق ارشاد ہے:

> "تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا۔ اور نہ اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اسکے بیل، اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا۔"[1]

اس میں پڑوسی اور اس کی متعلق متعدد چیزوں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ پڑوسی کی عزت کے ساتھ ساتھ اس کے ساز و سامان کی بھی حرمت کا خیال رکھنا ہے۔

مسیحی تعلیمات

عیسائی مذہب میں بھی ہمسائیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ دوستانہ اور ہمدردانہ تعلقات رکھنے اور ان سے دشمنی نہ رکھنے کی تاکید ہے۔ متی میں اس بارے میں حکم ہے:

> "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنی دشمنوں سے عداوت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو، اور ستانے والوں کے لئے دعا کرتا کہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہے بیٹے رہو۔"[1]

---

[1] ۔ عہد نامہ قدیم، **خروج**، 17:16:20

'Ahad Nāmah Qadīm, *Khūrūj*, 17:16:20.

اسلامی تعلیمات

اسلام میں بھی پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ، دکھ سکھ میں ان کے ساتھ ہمدردی اور ان کی عزت و آبر کا خیال رکھنے کا تاکیدی حکم ہے۔ بلکہ اسلام میں تو مستقل اور عارضی (قلیل وقت کے) پڑوسی کے بھی حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا۔"[2]

"اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور پاس کے پڑوسی اور دورے کے پڑوسی اور پہلو کا ساتھی اور مسافر اور اپنی باندیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو خود بین اور فخر کرنے والے ہیں۔"

پڑوسیوں سے حسن سلوک کی اس سے زیادہ کیا تاکید ہو سکتی ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام متعدد بار آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پڑوسیوں کے متعلق اتنی تاکید کی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں پڑوسیوں کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔[3]

جھوٹ کی ممانعت

انسان نفس امارہ کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جو انسان کو سفلی جذبات پر ابھارتا ہے جنہیں رذائل اخلاق کہا جاتا ہے۔ جیسے، کینہ، بغض، غصہ، انتقام کا جذبہ، تکبر، عجب، بد اخلاقی، بدگمانی، حسد، ریا، حبِ جاہ، حب دنیا، بخل، حرص و

---

1. عہد نامہ جدید، **متی**، 15:43-44۔
'Ahad Nāmah Jadīd, *Matthi*, 43-15.

2. النسآء، 4:36۔
Al-Nisā,4:36.

3. البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 5668۔
Al-Bukhari, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 5668.

طمع، سخت مزاجی، بے مروتی، جھوٹ، غیبت، بہتان تراشی اور عیب جوئی وغیرہ تمام تر رذائل اخلاق معاشرے کے لئے زہر قاتل ہیں۔۔

یہودی تعلیمات

اسی لئے جھوٹ ایک ایسی برائی ہے جسے تمام ادیان میں قابل نفرت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ جھوٹ کے متعلق احبار میں لکھا ہے کہ:

"نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔"[1]

جھوٹ ایسی بری خصلت ہے سے معاشرے کا ہر فرد نفرت کرتا ہے، جو شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہو معاشرے اس کی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہوتی۔ چنانچہ امثال میں جھوٹ سے نفرت کا اظہار ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"صادق کو جھوٹ سے نفرت ہے۔"[2] ایک جگہ درج ہے کہ: "دیانتدار گواہ جھوٹ نہیں بولتا۔"[3]

یعنی جھوٹ ایک بد دیانتی ہے اور جھوٹا اور دروغ انسان ایک بد دیانت سرشت کا مالک ہوتا ہے۔ لہذا دیانتدار ہوگا وہ کبھی دروغ گوئی اور کذب بیانی نہیں کرتا۔

مسیحی تعلیمات

جھوٹ بہت بری عادت ہے اور جھوٹی قسم بھی نہیں کھانی چاہیے۔ جیسا کہ عہد نامہ جدید میں ایک جگہ لکھا ہے کہ: "ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو۔"[4] ایک جگہ نصیحت کی گئی ہے کہ: "نہ شیخی مارو نہ جھوٹ بولو۔"[5] جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت کرتے ہوئے تاکید کی کہ: "جھوٹی قسم نہ کھانا۔"[1]

1۔ عہد نامہ قدیم، احبار، 11:19۔

'Ahad Nāmah Qadīm, Ahbar, 11:19.

2. عہد نامہ قدیم، امثال، 5:13۔

'Ahad Nāmah Qadīm, Amthal, 5:13.

3. عہد نامہ قدیم، امثال، 5:14۔

'Ahad Nāmah Qadīm, Amthal, 5:14.

4. عہد نامہ جدید، کلیسوں، 9:3۔

'Ahad Nāmah Jadīd, Colossians, 9:3.

5۔ عہد نامہ جدید، یعقوب، 4:3۔

اسلامی تعلیمات

اسلامی تعلیمات کی روسے بھی جھوٹ ایک ناپسندہ عادت ہے، چنانچہ کذب بیانی کو قرآن وحدیث میں بھی نہایت قبیح فعل قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ جھوٹ بیک کوئی گناہوں کو سمویا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے دھوکہ، دہی، افواہ سازی وغیرہ۔ اسی لئے جھوٹ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دوری کا باعث قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔[2] "جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

شراب نوشی کی ممانعت

انسان کو تمام مخلوقات میں اعلی مقام و مرتبہ سے نوازا گیا ہے کیونکہ اسے خدا تعالیٰ نے اپنی خلافت کے شرف سے سرفراز کیا ہے، جو کہ ایک بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور نہایت بھاری ذمہ داری بھی۔ اس ذمہ داری اور اعزاز کے قابل ہونے کے لئے انسان میں عقل و شعور اور تفکر و تدبر کی صلاحیت کا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان عقل و شعور عطا کیا ہے۔

چونکہ عقل و شعور ان تمام تر اعزازات اور ذمہ داریوں کے لئے بنیاد ہے اس لئے ان تمام افعال کو خدا تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے جو انسانی عقل و شعور کو متاثر کریں۔ یہی وجہ ہے کہ شراب نوشی ممنوع قرار دی گئی ہے کیونکہ اس کے انسانی عقل متاثر ہوتی ہے۔

یہودی تعلیمات

شراب نوشی سے متعلق توریت میں ہدایات ملتی ہیں۔ توریت میں مرقوم ہے:

> "تو یا تیرے بیٹے مے یا شراب پی کر کبھی خیمہ اجتماع کے اندر داخل نہ ہونا تاکہ تم مرنہ جاؤ اور یہ تمہارے لیے نسل در نسل ہمیشہ تک ایک قانون رہے گا۔"۔[3]

Ahd Nama Jadeed,Yaqoob,3:4

[1]. عہد نامہ جدید، متی، 33:5۔

'Ahad Nāmah Jadīd, *Matthi*, 33-5.

[2]۔ آل عمران، 3: 61۔

Āl-ʿImrān,3:61.

[3]. عہد نامہ قدیم، احبار 10:9۔

'Ahad Nāmah Qadīm, Ahbar, 10:9.

اس فرمان میں مے نوشی کو ممنوع قرار دے کر اسے دائمی قانون بنادیا گیاہے کہ یہ کوئی وقتی حکم نہیں ہے بلکہ یہ نسل در نسل ہمیشہ کے لئے ایک قانون کے طور پر موجود رہے گا۔

مسیحی تعلیمات

دیگر مذاہب کی طرح عیسائیت میں بھی شراب ممنوع ہے۔ مسیحی لٹریچر میں اس حوالے سے واضح ہدایات موجود ہیں۔ عہد نامہ جدید میں یوں بیان کیا گیاہے:

"پس خبر دار رہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل (شراب کے) خمار اور نشے اور زندگی کے فکروں سے سست ہو جائیں۔ اور دن تم پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے۔"[1]

لوقا میں شراب کے متعلق لکھاہے: "نہ مے نہ کوئی شراب پیئے گا۔"[2] افسیوں میں درج ہے: "شراب میں متوالے نہ بنو۔"[3]

اسلامی تعلیمات

اسلام میں عقل کو تکلیفِ احکام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، شرعی احکام کا مکلف وہی شخص ہوتا ہے جس کی عقل سلامت ہو۔ اسی وجہ سے اسلام میں شراب نوشی جیسی قبیح حرکت سے سختی سے منع کیا ہے اور اسے شیطانی عمل کہا گیاہے۔ اور اسے بچنے کا حکم دیا گیاہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔"[4]

---

1. عہد نامہ جدید، لوقا 21:34۔
'Ahad Nāmah Jadīd, Luqa, 21:32.

2. عہد نامہ جدید، لوقا 1:15۔
'Ahad Nāmah Jadīd, Luqa, 1:15.

3. عہد نامہ جدید، افسیوں 5:8۔
'Ahad Nāmah Jadīd, *Ephesians*, 8:5.

4. المائدہ: 5:90۔
Al-Ma'idaḥ,5:90

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور آستانے اور پانسے سب گندے شیطانی عمل ہیں پس ان سے پرہیز برتو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

اسلام میں شراب نوشی کو قابل تعزیز جرم قرار دیا گیا ہے اور اس فعل کے مرتکب افراد کو اسی کوڑے لگانے کی سزا مقرر کیا گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من شرب الخمر فاجلدوه، فإن عاد في الرابعة فاقتلوه۔[1]

"جو شراب نوشی کرے اسے کوڑے لگاؤ، جو چوتھی بار یہ حرکت کرے اسے قتل کر دو۔"

اس حدیث مبارکہ میں چوتھی بار شراب نوشی کرنے پر قتل کرنے کا حکم ہے مگر جمہور علماء کے ہاں قتل کی سزا تو منسوخ ہو چکی ہے مگر اسی کوڑے لگانے کا حکم ہے۔

سود کی ممانعت

انسانوں کو باہم ہمدردی، ایثار، نفع رسانی کا حکم دیا گیا ہے، اپنے مفاد اور جمع مال کے لئے دوسروں کے ساتھ ظلم کسی طرح بھی روا نہیں ہے۔ سود چونکہ دوسری کی مجبوریوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کا نام ہے، اور دولت کے چند ہاتھوں میں سمٹنے کا سبب ہے جس سے معاشرہ خود غرضی، طبقاتی کشمکش کا شکار ہوتا ہے۔ اسی لئے تمام ادیانِ سماویہ میں سود کے لین دین سے منع کیا گیا ہے۔

یہودی تعلیمات

عہد نام قدیم میں سود کے متعلق درج ہے کہ:

"تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا خواہ وہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود، یا کسی ایسی چیز کا سود ہو جو بیاج پر دی جاتی ہے"

توریت کے اس حکم میں ہر طرح کے سود سے منع کیا گیا ہے، چاہے وہ روپے کا سود ہو یا کھانے پینے کی چیزوں پر سود کا معاملہ ہو۔

اسلامی تعلیمات

دینِ اسلام ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے سے انتہائی قبیح فعل قرار دیتا ہے۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے اسے سختی کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ۔الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم:1444 ۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:1444.

"اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبَا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَاسَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ۔" [1]

"وہ لوگ جو سود خوری کرتے نہیں اٹھیں گے وہ (روزِ قیامت) مگر جیسے وہ شخص اٹھتا ہے وہ جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ یہ ان کے ساتھ اس وجہ سے ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ خرید و فروخت بھی سود کی طرح ہے، حالانکہ اللہ بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر جس کے پاس اس کے پرورد گار کی طرف نصیحت پہنچی پس وہ باز آگیا تو جو سود وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کو معاف ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپر د ہے۔ اور جو کوئی دوبارہ سود کا معاملہ کرے تو وہ لوگ جہنمی ہیں، اس میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ سود خوروں کی انتہائی سخت سزا بیان فرمائی ہے، اور سود خوری کو ہمیشہ کے لئے جنم میں جانے کا سبب قرار دیا ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے سود کے لین دین کو سختی سے منع فرمایا ہے۔

خلاصہ بحث

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں آسمانی مذاہب ہیں۔ لہذا ان کی تعلیمات بھی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت میں دنیا میں آباد لوگوں کے لئے اپنے اپنے دور کے انبیاء کے واسطے سے پہنچی ہیں۔ آسمانی تعلیمات اور ہدایات ہونے کے ناطے میں ان میں کسی کسی قسم کی خامی یا کجی متصور نہیں ہے۔ تاہم اول الذکر مذاہب کی تعلیمات چونکہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں بلکہ مختلف ادوار میں ان کے ماننے والوں نے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ان میں تحریف اور تبدیلیاں کی ہیں۔ تاہم اسلام چونکہ آخری دین اور آخری آسمانی ہدایت ہے جس سے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے راہنمائی کا سامان کرنا ہے، لہذا اسلام کی تعلیمات ہر اعتبار سے جامع، کامل اور مکمل ہیں۔ جو ہر زمانے، ہر علاقے، ہر رنگ و نسل، ہر مزاج اور ہر زبان کے حاملین کے یکساں طور پر ذریعہ ہدایت ہیں۔

سفارشات

[1]. عہد نامہ قدیم، **استثناء** 19:23 ۔

'Ahad Nāmah Qadīm, *Ethtithna*, 19:23.

* معاشرے کا حصہ ہر فرد کو اپنے مذہب کے مطابق اپنے معاشرے کو بہترین تشکیل دینا چاہیے۔ تمام احکام سماویہ کو احسن طریقے سے سرانجام دینا چاہیے۔
* ممنوعات سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے تاکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔ نیز آپس میں اصلاح کا طریق اپنانا چاہیے تاکہ انجان کو بھی شناسائی حاصل ہو۔
* معاشرے کے لیے بہتر اسباب کو عام کرنا چاہیے تاکہ معاشرہ زوال پذیر نہ ہو۔